Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴-۳۹ | پیر ۲۶ رجب ۱۴۰۹ھ، ۶ امان ۱۳۶۸ہش، ۶ مارچ ۱۹۸۹ء | نمبر ۵۵

انسان اگر دل صاف کرے

"انسان جو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اگر دل صاف کرے اور اسمیں کسی قسم کی کجی اور ناہمواری کنکر پتھر نہ رہنے دے تو اس میں خدا نظر آئے گا۔"

(ملفوظات جلد دوم صہ ۶۵)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

انبیاء علیہم السلام کی ضرورتوں کی اصل غرض دنیا کی جھوٹی محبتوں اور فانی چیزوں سے منہ موڑنے کی تعلیم دینے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا کرنے اور ابنائے جنس کی بہتری اور خیر خواہی کیلئے ایثار کی قوت پیدا کرنے کے واسطے ہوتا ہے۔ ورنہ یہ پاک گروہ خزائن السمٰوٰت والارض کے مالک کی نظر میں چلتا ہے اُن کو کسی چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے؟ وہ ضرورتیں تعلیم کو کامل اور انسان کے اخلاق اور ایمان کے رسوخ کے لیے پیش آتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۹۶-۹۷)

میں نے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے جس قدر دعا وسیع ہوگی اسی قدر فائدہ دعا کرنیوالے کو ہوگا۔ اور دعا میں جسقدر بخل کریگا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاوے گا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۷۳-۷۴)

"میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے۔ مجھے سخت ناگوار ہے۔ جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں۔ جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ ہم دین کے لیے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیئے۔"

"میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہدِ دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعائیت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اس سے قطع نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومتہ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ عہدِ دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اسکو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہیئے"

(ملفوظات جلد دوم صہ ۵)

کیا آپ کا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے رہا ہے

صد سالہ احمدیہ جشن تشکر کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے ایک سوونیئر شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ سوونیئر لاہور کی جماعت کی سو سالہ تاریخ پر محیط ہو گا۔

اس سلسلہ میں تمام احباب جماعت سے خواہ وہ پاکستان میں رہتے ہوں یا باہر کسی ملک میں رہائش پذیر ہوں درخواست ہے کہ اگر ان کا کبھی کوئی تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے رہا ہو اور انہوں نے کوئی خدمت سلسلہ سرانجام دی ہو جس کا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے ہو تو وہ براہ کرم مندرجہ ذیل معلومات سے آگاہ فرمائیں۔

۱۔ اپنا نام اور پتہ
۲۔ لاہور سے کس قسم کا تعلق رہا۔
۳۔ جو خدمات سرانجام دی ہوں انکی تفصیل
۴۔ لاہور میں زمانہ قیام کا پتہ
۵۔ اگر آپ کے خاندان میں کوئی رفیق حضرت بانی سلسلہ گزرے ہوں جن کا تعلق لاہور سے ہو تو ان کے حالات تاریخ بیعت اور فوٹو۔
۶۔ آپ کے علم میں کوئی ایسا واقعہ ہو جس کا تعلق خواہ آپ کی ذات سے نہ ہو لیکن جماعت احمدیہ لاہور سے متعلق ہو تو اس کی تفصیل۔

یہ معلومات اور کوائف زیادہ سے زیادہ ۱۰ مارچ ۱۹۸۹ء تک مندرجہ ذیل پتہ پر موصول ہو جانی چاہیں۔

مبارک محمود پانی پتی۔ سیکرٹری سوونیئر کمیٹی جماعت احمدیہ لاہور۔
"الذکر" ۔ A-۱۱۵ علامہ اقبال روڈ لاہور

ماہ بماہ چندہ ادا کرنے سے ایک ماہ میں دو ماہ کا بار نہیں پڑتا —— (ناظر مال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۶ امان ۱۳۶۸ ہش ۶ مارچ ۱۹۸۹ء

خدا تعالیٰ پر ایمان

انسان کو بُرائی سے کس طرح روکا جا سکتا ہے اور بھلائی کی طرف کس طرح لایا جا سکتا ہے۔ اس کے بہت سے لوگوں نے بہت سے جواب دیئے ہیں کوئی کہتا ہے قانون بنا دو اور اسے سختی سے نافذ کرو۔ کوئی کہتا ہے لوگوں کو اخلاق کی قدروں سے واقفیت بہم پہنچا دو خود ہی برائی رک جائے گی اور بھلائی عام ہو جائے گی۔ کوئی کہتا ہے مذہب کی اچھی باتوں سے لوگوں کو آگاہ کرو وہ لوگ خود ہی ان باتوں پر عمل کرنے لگ پڑیں گے اور یہی بات برائی کو روکے گی اور نیکی کو عام کرے گی۔ گویا جتنے منہ اتنی باتیں۔

کیا دنیا نے قانون بنا کر نہیں دیکھا کہ اس کو توڑنے والے چھپ چھپا کر نہیں کھلے بندوں بھی اس کو توڑتے ہیں۔ امریکہ نے شراب پر پابندی لگائی مگر کیا بنا۔ شراب اب پہلے سے بھی زیادہ استعمال ہو رہی ہے۔ اخلاقی قدروں کو تو فلاسفروں نے بھی پیش کیا پہ مانی ہے کسی نے ان کی بات۔ وہ خود بھی ان قدروں پر عمل پیرا نہ ہو سکے تو دوسرے ان کی بات کیوں مانتے۔ مذہب کی اچھی باتوں کا کسی کو علم نہیں۔ اور کون سا مذہب ایسا ہے جو بری باتیں سکھانے کے درپے ہو۔ جو لوگوں سے یہ کہتا ہو۔ چوری کرو جھوٹ بولو۔ بددیانتی میں نام کماؤ۔ لیکن اس کے باوجود کس مذہب کے کتنے پیروکار ہیں جو برائی سے رُکتے ہیں اور بھلائی اور نیکی کو رواج دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نہ قانون سے اور نہ علم سے اور نہ تلقین عمل سے برائی رک سکتی ہے۔ اور نیکی پھل پھول سکتی ہے اس کے لئے صرف ایک ہی بات کی ضرورت ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ پر ایمان۔ اگرچہ خدا تعالیٰ پر صحیح ایمان کے لئے اس کی صفات کا علم ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر ساری صفات کا علم نہ بھی ہو انسان صرف یہی جان لے کہ خدا تعالیٰ نیکی کو پسند کرتا ہے اور بُرائی کو ناپسند۔ تو ہر وہ شخص جسے خدا تعالیٰ پر کامل ایمان ہے از خود برائی سے رک جائے گا اور نیکیوں کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنا لے گا۔ صرف خدا ہے جو انسان کو ہر وقت۔ ہر جگہ۔ ہر حال میں دیکھتا ہے اس کے ظاہر کو بھی اور اس کے باطن کو بھی اسی لئے صرف اور صرف خدا تعالیٰ پر ایمان ہی انسان کو سیدھی راہ پر رکھ سکتا ہے۔

جب بھی کسی انسان کا اندر بولے
لازم ہے کہ وہ رازِ حقیقت کھولے
باہر کی وہ آواز سُنے تو لیکن
مضبوط رہے اور وہ کسی طرح نہ ڈولے

ـــــ ابوالاقبال

اِک تازہ نشاں اور

سچائی پرکھنے کا ہے یہ ایک نشاں اور
تم لاکھ چھپاؤ اُسے ہوتی ہے عیاں اور

بورہم نہیں کر سکتا کوئی کام خدا کے
چاہے کرو تدبیر کوئی شعلہ فشاں اور

اُن کو وہ پرکھتا ہے جنہیں کہتا ہے اپنا
معلوم نہیں کیا ہے انہیں وہم و گماں اور

وہ زندہ خدا سنتا ہے مظلوم کے نالے
بہتر ہے کریں دل کو نہ مجبورِ فغاں اور

خوگر ہے غم و رنج کے سہنے کا دلِ زار
نشتر ہے مگر کوئی قریبِ رگِ جاں اور

پر بستہ ہیں رکھتے ہیں مگر طاقت پرواز
منزل سے ہے آگے نئی منزل کا نشاں اور

کیا کیا نہ حوادث ہوئے اس راہ میں حائل
کیا غم ہے اگر راہ میں ہے سنگِ گراں اور

لے آؤ کفِ دست میں جو سنگ ہیں باقی
برساؤ اگر تیر ہیں ترکش میں نہاں اور

اک اس کے اشارے سے بدل جاتی ہے دنیا
وہ چاہے تو پیدا کرے اک کاہکشاں اور

وہ قادرِ مطلق ہے وہ ہر دور میں نادرؔ
دکھلاتا ہے قدرت سے ہمیں تازہ نشاں اور

ـــــ نادر قریشی

حضرت فضل عمر فرماتے ہیں " قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی "
الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ بھی نوجوانوں کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ نوجوانوں کو اس کے مطالعہ کی عادت ڈالئے اور قوموں کی اصلاح کا سامان کیجئے۔
(مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت فضل عمر ــ ایک شخصیت ساز وجود

مکرم عبدالباسط مربی سلسلہ ربوہ

سیدنا حضرت فضل عمر کی غیر معمولی خصوصیات اور صلاحیتوں میں سے یہ خصوصیت بھی بہت نمایاں تھی کہ آپ جوہر شناس تھے آپ نے بعض بظاہر بہت کم علم افراد کو اپنی توجہ اور تربیت سے اس قابل کر دیا کہ احمدیت کی تاریخ میں ان کی خدمات ہمیشہ کے لئے یادگار رہیں گی۔ اس مضمون میں دو مثالیں ایسی دی جا رہی ہیں جن کا تعلق شعبہ صحافت و اخبار نویسی سے ہے۔ اتفاق سے دونوں بزرگ ہی مڈل بلکہ اس سے بھی کم تعلیم یافتہ تھے۔ آٹھویں جماعت تک کتنی قابلیت و صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں مگر ان دونوں بظاہر کم علم مگر بباطن جوہر قابل رجن کو خود بھی اپنی کم علمی کا پوری طرح احساس و علم تھا) کی زندگیوں میں حضور کے ایک فقرے یا اشارے نے انقلاب پیدا کر دیا۔

ان میں سے پہلے بزرگ خواجہ غلام نبی تھے جو روزنامہ الفضل کے قریباً ۲۳ سال مدیر و منتظم رہے اور دوسرے بزرگ چوہدری فیض احمد گجراتی تھے جنہوں نے حضور کے ارشاد کی برکت سے ایک زود نویس کے طور پر اپنی خدمات کا آغاز کیا مگر درویشی کی سعادت حاصل ہونے کے بعد نہ صرف بدر اخبار کی ادارت کے فرائض سرانجام دیئے بلکہ مختلف نظارتوں کی ذمہ داریاں بأحسن طریق ادا کیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان کا حسن و سلیقہ چوہدری فیض کی ایک قابل فخر یادگار ہے۔ خواجہ غلام نبی صاحب سابق ایڈیٹر الفضل لکھتے ہیں۔ "ایک خاص واقعہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ واقعہ آن کی آن میں گزر گیا۔ لیکن وہ گھڑی اور وہ آن ایسی مبارک تھی کہ میری زندگی کی بنیاد اس وقت رکھی گئی اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسی مضبوط اور پائیدار رکھی گئی کہ جس پر نہایت شاندار عمارت تعمیر ہوئی۔ ایسی شاندار کہ تاریخ احمدیت میں اگر ہمیشہ کیلئے نہیں تو کم از کم ایک لمبے عرصہ تک وہ اپنی مثال آپ ہی ہو گی۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک دن حضرت میر صاحب (حضرت میر محمد اسحٰق صاحب۔ ناقل) حسب معمول بیت اقصیٰ کے جنوبی حصہ میں بیٹھے ۔۔۔۔ پڑھا رہے تھے گرمی کا موسم تھا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر ہم پڑھنے بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آ کر آپ کے ہاتھ میں ایک رقعہ دیا۔ آپ نے لیکر پڑھا۔ میں آپ کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ آپ نے میری طرف رقعہ بڑھایا اور بڑی شفقت سے مسکراتے ہوئے ایک لفظ پہ انگلی رکھ کر فرمایا۔ یہ پڑھو۔

درس ۔۔ کے مسودہ کی اصلاح کرانے کے سلسلہ میں حضرت (فضل عمر) کا خط دیکھتا اور پہچانتا تھا یہ رقعہ دیکھتے ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ حضور کا لکھا ہوا ہے اور جب میں نے وہ لفظ پڑھا جس پر حضرت میر صاحب نے انگلی رکھی تھی تو میری خوشی اور مسرت کی انتہا نہ رہی وہ لفظ یہ تھا

"عزیزم غلام نبی"

اس وقت جی تو چاہتا تھا کہ ایک ایک کو یہ لفظ دکھاؤں اور خوشی کا اظہار کروں مگر میں نے ضبط سے کام لیا اور صرف مسکرا کر خوش ہو گیا"۔

یہ لفظ جس خط میں لکھا گیا تھا اس میں حضرت فضل عمر نے خواجہ غلام نبی صاحب کو الفضل اخبار کی ادارت سپرد کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔

ابتداء میں خواجہ صاحب کو خود حضور نے اسکی تربیت بھی دی چنانچہ خواجہ صاحب اپنی خود نوشت سوانح میں لکھتے ہیں:-

"جن دنوں حضور مجھے مضمون نویسی سکھانے کے لئے نوٹ لکھایا کرتے ان ایام میں حضور مجھ پر اس قدر شفقت اور نوازش فرماتے کہ جو تمام عمر میرے لئے سرمایۂ افتخار اور باعث حیرت بنی رہی جیسا کہ کئی جگہ میں ذکر کر چکا ہوں میری علمیت بہت ہی معمولی تھی مجھ سے کئی غلطیاں سرزد ہوتیں مگر کبھی حضور نے مجھے سرزنش نہ کی بلکہ مسکراتے ہوئے نہایت نرمی اور شفقت سے سمجھاتے اور اصلاح فرما دیتے کبھی کبھی لکھتے لکھتے میری پنسل گھس جاتی یا ٹوٹ جاتی تو اپنے پاس سے انڈی پنڈنٹ قلم یا پنسل عنایت فرما دیتے کوئی بات سمجھ نہ آتی ایسے مشفقانہ انداز سے سمجھاتے کہ دل پر نقش ہو جاتی۔ مجھے یاد نہیں کہ ان ایام میں کبھی کسی معمولی غصہ یا خفگی سے پیش آتے۔ حضور مجھے نوٹ لکھاتے کے دوران خود مطالعہ اور تحریر کے دوسرے کاموں میں بھی مصروف رہتے اور مجھے بھی لکھاتے جاتے۔ حضرت فضل عمر کو بھی اپنے اس خادم کی کم علمی اور پھر اپنی تربیت و توجہ کا بخوبی اندازہ تھا چنانچہ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا۔

" غلام نبی کو تکلف سے لکھنے اور ثقیل الفاظ اور تراکیب استعمال کرنے کا بہت شوق تھا۔ لیکن میں نے اس کے اس شوق کو اس قدر دبایا کہ اب اسکی تحریر بہت سادہ ہو گئی ہے"۔

اور اب دوسری مثال چوہدری فیض احمد گجراتی درویش (اللہ تعالیٰ ان سے غیر معمولی رحم کا معاملہ فرمائے) کے اپنے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ چوہدری صاحب نے اپنا ذکر صیغہ غائب میں کیا ہے۔ یعنی 'وہ' سے مراد وہ خود ہیں۔ اپنی کم علمی کے باوجود صیغہ زود نویسی میں تقرری کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

" وہ جب کام کی نوعیت کو سمجھ کر اور تقاریر قلمبند کرنے کی ہدایات لیکر دفتر سے باہر نکلا تو دو متضاد خیالات اس کے دماغ پر مستولی تھے۔ ایک خیال شدید پریشانی کا باعث تھا کہ کام بڑا ہی سخت اور محنت طلب ہے اور روزانہ ۶۰، ۷۰ صفحات کے ملفوظات اسے قلمبند کرنے ہوں گے اور رات دن محنت کرنا ہو گی اس نے جب اپنی ذات کا مطالعہ کیا تو پریشانی فزوں تر ہو گئی کیونکہ تعلیمی لحاظ سے وہ خالص جاہل تھا۔ مڈل پاس کی تعلیم ہی کیا ہوتی ہے اور عربی کا تو وہ ایک لفظ بھی نہ جانتا تھا۔ اس نے بڑی پریشانی کے عالم میں سوچا کہ وہ کس طرح دنیا کے سب سے بڑے عالم کے نکات علوم و معرفت کو قلم بند کرے گا۔ احساس کمتری نے اس کے رونگٹے رونگٹے سے پسینہ نکال دیا

لیکن دوسرا خیال اس کے لئے خوش کن تھا اور وہ یہ کہ اسے جماعت کے قابل صد احترام امام ۔۔ کے ساتھ رہ کر سلسلہ کی خدمت بجا لانے کی سعادت حاصل ہو گی اور یہی خیال اس کے اندیشوں پر غالب آ گیا اور اس نے دعاؤں کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا لیکن۔

ع عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

کے مصداق ایک ڈیڑھ مہینہ میں ہی اس نے عملی تجربہ سے محسوس کیا کہ وہ اس کام کے نااہل ہے۔ حضور کے بیان فرمودہ بیش بہا نکات علم و معرفت اس کی دماغی استعداد اور علمی قابلیت کی گرفت میں نہیں آ سکتے ۔۔۔ وہ بالکل گھبرا گیا۔ جہاں تک اس کام کے لئے محنت کا تعلق تھا وہ اپنی اچھی صحت اور مضبوط جسمانی ساخت کے باعث شاید نہ گھبراتا لیکن علمی بے مائیگی نے اس کے قدم اکھیڑ دیئے اور اس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ چند دنوں تک اپنی علمی کمی کی معذرت کے ساتھ استعفیٰ پیش کر دے گا۔

محترم شیخ روشن دین صاحب تنویر ایڈیٹر روزنامہ الفضل اس کے شفیق بزرگ تھے۔۔ اسے خیال آیا کہ استعفیٰ دینے سے قبل ان سے مشورہ کر لینا چاہیئے چنانچہ ایک شام تنویر صاحب سے مشورہ لینے کے لئے روانہ ہوا۔ رستہ میں وہ بڑے دکھ کے ساتھ سوچتا جا رہا تھا کہ سلسلہ کی خدمت کا ایک باعزت موقع محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے میسر آیا تھا لیکن افسوس کہ وہ ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ وہ دفتر الفضل کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچا ۔۔۔ اور قبل اس کے کہ وہ کوئی مشورہ طلب کرتا۔ تنویر صاحب نے فرمایا۔

" مبارک ہو۔ آج سیدنا (فضل عمر) نے ایڈیٹروں کی ایک کانفرنس طلب فرمائی تھی۔ جس میں میں بھی موجود تھا۔ اس کانفرنس میں حضور انور نے تمہارا ذکر بڑے اچھے الفاظ میں کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو نیا زود نویس آیا ہے وہ بڑا اچھا کام کر رہا ہے"۔

اس کی مسرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے ۔۔ ۔۔۔ وفور مسرت سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور کیوں نہ نکلتے (حضور۔ ناقل) نے اپنی نگاہ التفات سے اسے نوازا تھا ۔۔۔ (حضور۔ ناقل) کی ایک ہی خادم نوازنگاہ نے اس کی تقدیر بدل کر رکھ دی تھی۔

ایک کنجشک بے مایہ کو بلند پروازی کے حوصلے مل گئے تھے۔ اور وہ اپنے آپ کو شاہینوں کا ہمسر سمجھنے لگا وہ ایک شکستہ دل لے کر دفتر الفضل کی سیڑھیوں پر چڑھا تھا اور اب وہ ایک عزم راسخ لے کر نیچے اتر رہا تھا۔

اولوالعزم ۔۔ نے اسکی حقیر ترین شخصیت میں اپنے عزم کا پیوند لگا دیا تھا۔ "جو نیا زود نویس آیا ہے وہ اچھا کام کر رہا ہے"۔ اس ایک فقرہ نے اس کی تقدیر کا رخ پلٹ کر رکھ دیا اس کے دل میں مایوسیوں کی جگہ کام کرنے کے ولولے جاگ اٹھے تھے اور وہ دفتر الفضل سے اپنے گھر کو لوٹتے ہوئے یہ عہد کر چکا تھا کہ وہ اب اپنی علمی کمی کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ بعض بلند پایہ شخصیتیں پارس کا حکم رکھتی ہیں اور جو شخص ان سے چھو بھی جائے وہ سونا بن جاتا ہے اور برکتوں سے پُر ہو جاتا ہے۔ سیدنا حضرت ۔ فضل عمر ۔ کی شخصیت بھی ایسی ہی تھی"۔

چاہیئے کہ تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو

ــــ حضرت اقدس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فیض میلہ

"میلہ" زبان پر آتے ہی یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ ایک بے ہنگم ہجوم مرداں ہے۔ لوگ چھوٹی بڑی چیزیں زور زور سے آوازیں لگا کر بیچ رہے ہیں ڈھول ڈھمکے کی آوازیں باقی سب آوازوں پر حاوی ہیں اور بغیر کسی جہت کا احساس کئے ہوئے لوگ اِدھر اُدھر یوں گھوم رہے ہیں کہ جب جی چاہا رقص کرتے ہوئے ایک طرف سے دوسری طرف چلے گئے میلہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اگر آپ سے کوئی کہے کہ کسی ہال میں ایک تقریب منعقد کی جائے گی مقالے پڑھے جائیں گے نظمیں سنائی جائیں گی۔ کچھ نظموں کو گائیکی کا رنگ بھی دیا جائے گا۔ تو کیا آپ ایسی تقریب کو میلہ کہہ سکیں گے۔ شاید آپ نہ کہہ سکیں۔ لیکن جب سے فیض احمد فیض کی یاد میں فیض میلہ منعقد کیا جانے لگا ہے۔ میلے نے اپنی لفظی کیفیت ہی بدل لی ہے اور اگر آپ کو یہ پتہ چلے کہ فیض میلے کے لئے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام یورپ سے خاص طور پر لاہور تشریف لائے کہ اس موقعہ پر فیض سے متعلق ایک مقالہ پیش فرمائیں گے تو شائد آپ کے ذہن میلے کے لفظ کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ نہ ہوسکیں۔ میلہ۔ ادبی۔ اور ڈاکٹر عبدالسلام۔ لیکن خیر۔ گزشتہ سال ایسا ہوا فیض میلے کے لئے ڈاکٹر سلام صاحب یورپ سے تشریف لائے اور انہوں نے اس تقریب پر ایک مقالہ پیش فرمایا۔

یہ فیض میلہ ہے کیا؟ کہتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں جب کہ فیض احمد فیض کی عمر تقریباً ۶۸ برس تھی (اور بعض لوگوں کے خیال میں عمر کا یہی وہ حصہ ہے جس میں ادیبوں اور شاعروں کی تقریبات منائی جاتی ہیں) بہت سے ادیب اور شاعر اکٹھے ہوئے۔ ان میں بہت سے لوگ متضاد الخیال تھے لیکن ایک بات پر سب متفق تھے اور وہ یہ کہ فیض احمد فیض بہت بڑا شاعر ہے اور کسی ایک حلقے سے وابستہ ہیں۔ انسانیت کا درد رکھنے والا ہے۔ دردمندوں کی بات سننے اور ان کے مطالبات کی وضاحت کرنے والا شاعر ہے۔ اور یہی وہ بات تھی جس نے ان سب لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقع دیا۔ یہ لوگ اس لئے جمع ہوئے تھے۔ کہ فیض احمد فیض جو نہایت نرم گفتار اور سب کے دل میں اتر جانے والا شاعر ہے اس کے لئے ایک تقریب منائی جائے۔ اس وقت وہ خود پاکستان میں نہیں تھے بیروت میں رہائش رکھتے تھے اور بیروت سے فلسطینیوں کے حق میں ایک رسالے کی ادارت کرتے تھے۔ رہنے کو تو بیروت میں رہتے تھے لیکن پاکستان کی یاد انہیں بہت ستاتی تھی۔ وہ ان دنوں نظمیں بھی ایسی ہی کہتے تھے جن میں پاکستان اور پاکستان کی یاد جھلکتی دکھائی دیتی تھی۔

اس تقریب کے موقع پر ان کی ایک غزل جو ان دنوں کی نمائندہ چیز ہے گائی گئی۔ اس غزل کے چند اشعار یہ ہیں

سبھی کچھ ہے تیرا دیا ہوا
سبھی راحتیں سبھی کلفتیں
کبھی صحبتیں کبھی فرقتیں
کبھی دوریاں کبھی قربتیں
یہ سخن جو ہم نے رقم کئے
کوئی لمحہ صبح وصال کا
یہ سخن جو ہم نے رقم کئے
یہ ہیں سب ورق تیری یاد کے
کوئی لمحہ صبح وصال کا
کوئی شام ہجر کی مدتیں
چلو آؤ تم کو دکھائیں ہم
جو بچا ہے مقتلِ شہر میں
یہ مزار اہلِ صفا کے ہیں
یہ ہیں اہلِ صدق کی تربتیں

فیض احمد فیض پاکستان کے بہت بڑے شاعر ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے بات کہتے ہیں اور دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی۔ کہ ایسے الفاظ، محاورے استعارے اور تشبیہات استعمال کریں۔ جو پاکستان کے ہر خطے کے لوگ آسانی سے سمجھ سکیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ فیض کا کلام پاکستان کے کسی حصے میں بھی پڑھا یا سنایا جائے تو لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور اس کلام سے اپنی قربت کا اظہار کرتے ہیں۔ فیض میلے پر کوشش یہ کی جاتی ہے کہ فیض کی زندگی کے مختلف پہلو، ان کے احساسات، ان کی طرزِ بیان اور ان کی انسانیت سے ہمدردیوں کو اجاگر کیا جائے یہی وہ باتیں ہیں جو انسانوں کو آپس میں ملاتی ہیں۔ ساری دنیا کے درد کو ایک جگہ جمع کرکے اس کے بانٹنے اور اس کے ختم کرنے کا اہتمام کرتی ہیں یہی وہ بات ہے جو ڈاکٹر سلام صاحب کو یورپ سے اس میلے کے لئے پاکستان لے آئی اور آپ نے مقالہ پڑھا جسے سننے کے لئے نہ صرف یہ کہ ہال بھرا ہوا تھا بلکہ ہزاروں لوگ ہال کے باہر موجود تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ کسی طرح دروازے اور کھڑکیاں توڑ کر اندر داخل ہو جائیں۔ اندر جہاں ایک بھی مزید شخص کے کھڑے ہونے کی گنجائش نہیں تھی۔ اس میلے کو امن کا میلہ بھی کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ یہ اس شخص کی یاد میں منعقد کیا جاتا ہے جو ساری دنیا کے لئے امن کا خواہاں تھا۔

کیا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اس امن کے پرستار نے جیل کاٹی۔ شائد آپ کو معلوم ہو۔ بات ذرا پرانی ہوگئی ہے۔ سن ۵۰ کے کچھ ہی بعد کی بات ہے کہ آپ کو کئی سال جیل میں رہنا پڑا۔ اس لئے کہ خیال یہ کیا جاتا تھا۔ کہ آپ نے اس وقت کی حکومت کے خلاف باغیانہ نظریہ اختیار کیا ہے اور اگر سوچا جائے تو بغاوت کیا ہے۔ کسی انتظام یا نظام کو بدلنے کی کوشش کی جائے اور زبردستی کوشش کی جائے اور ناکامی ہو تو یہ بغاوت ہے اور اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو انسان انسانوں کا ہیرو بن جاتا ہے لوگ اسے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ کہ اس نے ہمارے لئے بہت کچھ کیا ہے بہر حال اس بات کے ذکر کو شامل کرنا محض ایک ضمنی سی بات ہے۔ بات ہو رہی تھی فیض میلے کی۔ اور فیض میلے کی اہمیت کی □

ایک واقعہ

مکرم ایم آئی عابد صاحب

بس وہی سرفرو ہوا جس نے
بحرِ خون میں شناوری کی ہے

گزشتہ روز خاکسار ایک کتاب "شاہجہان کے ایام اسیری اور عہد اورنگ زیب" پڑھ رہا تھا جس میں ڈاکٹر برنیر نے اپنے چشم دید واقعات قلمبند کئے ہیں جو فرانس سے شاہی معالج کے طور پر ہندوستان میں آئے اور بارہ سال شاہی معالج کے طور پر کام کرتے رہے اس کتاب کے صہ ۵۰۴ پر ڈاکٹر برنیر اپنا ایک ذاتی آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"جب میں احمد آباد سے راجستان ہوکر آگرہ جارہا تھا اور ہمارا قافلہ دوپہر کاٹنے کو ایک قصبہ میں سایہ تلے ٹھہرا ہوا تھا۔ ہم نے سنا کہ ابھی ایک عورت اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ ستی ہوا چاہتی ہے۔ پس میں فوراً دوڑتا ہوا وہاں گیا اور دیکھا کہ ایک بڑے تالاب میں جو بجز تھوڑی جگہ کے زیادہ تر خشک پڑا تھا ایک بڑا گڑھا لکڑیوں سے بھرا پڑا ہے۔ اور اس پر مردے کی لاش رکھی ہوئی ہے۔ اور اسی پر ایک عورت بیٹھی ہے۔ اور چار پانچ برہمن اس کو ہر طرف سے آگ لگا رہے ہیں۔ اور پانچ ادھیڑ عمر عورتیں کسی قدر اچھی پوشاکیں پہنے ایک دوسری کا ہاتھ پکڑے چتا کے گرداگرد ناچتی گاتی ہیں۔ اور بہت سے زن و مرد یہ تماشا دیکھ رہے ہیں۔ چتا جس پر بہت سا گھی اور تیل ڈالا گیا تھا۔ جلد بھڑک اٹھی۔ اور عورت کے کپڑوں کو۔ جن پر عطر اور زعفران وغیرہ چھڑکا ہوا تھا۔ آگ لگ گئی۔ مگر میں نے کوئی علامت دکھ درد یا گھبراہٹ کی اس میں نہ دیکھی اور وہ آگ میں جل کر خاکستر بن گئی۔ لیکن ابھی اس دوزخیانہ طور پر جان کھونے کی ابتدا ہی تھی۔ اور میں نے یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ وہ پانچ گانے والی عورتیں بجز ایک امر رسمی کے ہیں۔ کسی خاص مطلب کے لئے نہ ہوں گی۔ مگر جب میں نے یہ دیکھا کہ ان میں سے بھی جب ایک عورت کے کپڑوں تک آگ پہنچ گئی۔ تو اس نے بھی اپنے آپ کو سر کے بل اس آتشیں گڑھے میں گرا دیا۔ اور اسی طرح جب ایک دوسری کے کپڑے جلنے لگے اس نے بھی اس دہشت ناک حرکت کی تقلید کی۔ اور اسی طرح باری باری وہ تینوں عورتیں بھی جو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے کمال بے فکری اور آرام سے ناچ رہی تھیں میرے دیکھتے ہی دیکھتے آگ میں کود کر جل مریں۔ تب تو مجھ پر سخت حیرت طاری ہوئی۔ مگر اب مجھ کو ایک شخص کے ساتھ کئی عورتوں کے ستی ہونے کا مطلب بھی جلد معلوم ہوگیا۔ یعنی یہ پانچوں عورتیں لونڈیاں تھیں۔ اور جب ان کی مالکہ کا خاوند مرض الموت میں مبتلا تھا۔ انہوں نے اس مالکہ کی جانب سے اپنے شوہر کی نسبت کمال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محبت دیکھی تھی۔ جس نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تمہارے بعد میں بھی زندہ نہ رہوں گی۔ بس یہ لونڈیاں بھی جوشِ الفت سے اس قدر مغلوب ہوئیں کہ انہوں نے بھی اپنا مرنا ٹھان لیا۔ اور اُسی آگ میں جل مریں جس میں ان کی پیاری مالکہ ستی ہوئی تھی۔"

شاہجہان کے ایام اسیری اور عہد اورنگ زیب صفحہ ۔ مرتبہ ڈاکٹر برنیر۔ مترجمہ خلیفہ سید محمد حسین۔

یہ واقعہ پڑھ کر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ عام آدمی کے لئے تو شاید اس میں کوئی خاص سبق ہو یا نہ ہو لیکن ہم احمدیوں کے لئے اس میں سبق کا سامان یہ ہے کہ اگر چند عورتیں جنہیں عرفِ عام میں کمزور دل اور کمزور عقیدہ خیال کیا جاتا ہے۔ اپنے مجازی خدا اور آقا کی جانب سے تلطف اور احسان کا سلوک دیکھ کر اس کے مرنے کے بعد اس کے احسانات کے شکریہ کے طور پر اس کی چتا پر بھڑکنے والی آگ میں ناچتی گاتی نہ صرف یہ کہ جل مرنے کے لئے تیار ہوگئیں بلکہ اس پروانے کی طرح جو رات بھر شمع کا طواف کرنے کے بعد آخر کار اس میں جل کر راکھ بن جاتا ہے۔ اور دنیا والوں کے لئے سبق حاصل کرنے کا بے شمار سامان چھوڑ جاتا ہے۔

اُن عورتوں نے بھی اپنے حسن وجمال کی پرواہ کئے بغیر اپنے آپ کو بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے جل کر راکھ ہوگئیں۔

اور اولی الالباب کے لئے یہ پیغام چھوڑ گئیں کہ ہم اپنے حقیقی آقا و مولا جس کے احسانات بارش کی مانند دن رات ہم پر نازل ہوتے رہتے ہیں کی راہ میں ہر قسم کی آگ ظاہری و باطنی میں اپنے آپ کو ڈال کر اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کیوں نہ کمربستہ رہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اور اس شعر کی عملی تصویر پیش کر سکیں۔

"خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔"

(حضرت اقدس بانی سلسلہ)

چین میں خاندانی منصوبہ بندی

کسنجر مسیحی

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے خاندانی منصوبہ بندی کے سلسلے میں اپنے ایک کتابچے میں ذکر فرمایا تھا کہ ملک کی افرادی قوت کے لیے کم ازکم ہر گھر میں ۴ بچے ہونے چاہئیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ۳ بچے ملک کی افرادی قوت کی کفالت نہیں کر سکتے اور اس لئے ۳ کا عدد کم ہے۔ ساری دنیا میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق باتیں بھی ہوتی ہیں اور فیصلے بھی ہوتے ہیں۔ چین نے فیصلہ کیا کہ چونکہ ہماری آبادی بہت زیادہ ہے اس لیے ہر میاں بیوی کو ایک ہی بچے تک کفالت کرنی چاہیئے یہ بچہ لڑکی بھی ہوسکتی ہے اور لڑکا بھی۔ بے شک لڑکی اپنی جگہ پر اہم ہے۔ لیکن عام طور پر لڑکے کی خواہش کی جاتی ہے۔ مزدور یا کسان پیشہ لوگ خاص طور پر لڑکے کی خواہش کرتے ہیں تاکہ وہ بڑا ہو کر ان کے کام میں ان کا مددگار ثابت ہو۔ لیکن اگر ایک ہی بچہ آخری حد قرار دے دیا جائے تو وہ لوگ کیا کریں گے جن کے ہاں بیٹی پیدا ہوگئی حالانکہ وہ چاہتے تھے کہ بیٹا پیدا ہو۔ اس سلسلہ میں گزشتہ ایام میں ایک رپورٹ منظرِ عام پر آئی۔

رپورٹ کے مندرجات درست ہیں یا غلط اس کی توثیق تو ہم نہیں کر سکتے لیکن اس رپورٹ کا چند الفاظ میں خلاصہ پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں

رپورٹ میں کہا یہ گیا ہے کہ بہت سے گھروں میں بچے کی پیدائش کے وقت ماں بننے والی عورت کی چارپائی کے نزدیک پانی سے بھری ہوئی ایک بالٹی رکھ دی جاتی ہے اگر لڑکی پیدا ہو تو فوراً اس بالٹی میں ڈبکی دیکر اس کی زندگی کو ختم کر دیا جاتا ہے اب کئی ممالک میں (جن میں بھارت بھی شامل ہے) ہزاروں کی تعداد میں ایسے کلینک کھل رہے ہیں جہاں ماں بننے والی عورتیں جا کر اس بات کا پتہ کرنا چاہتی ہیں کہ ان کے ہاں بیٹی ہوگی یا بیٹا۔ اگر پتہ چلے کہ لڑکی کا امکان ہے تو وہ اسقاطِ حمل کے ذریعے اس بچے کی پیدائش کا امکان ہی روک دیتی ہیں۔ ایسی باتیں جب منظرِ عام پر آتی ہیں تو لوگوں کو ایک دفعہ پھر یہ بات سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں کہ آخر بچوں کی تعداد کس طرح مقرر کی جائے۔ کہتے ہیں کہ چین میں ایک عرصے تک اس حکم کو نافذ رکھنے کے بعد اب اس میں نرمی پیدا کرنی شروع کر دی ہے۔ انہوں نے دیکھا ہے کہ دیہات میں تو اس حکم پر کوئی عمل ہی نہیں کرتا یا بہت کم لوگ عمل کرتے ہیں ہوسکتا ہے دو کی اجازت دے دی جائے تو لوگ خوش ہو جائیں لیکن قومی اداروں نے کچھ عرصہ ہوا بیجنگ میں اس خیال کا اظہار کیا کہ آبادی بہت زیادہ بڑھ رہی ہے اور خاندانی منصوبہ بندی کو سختی کے ساتھ زیرِ عمل لانا چاہیئے۔ پنگ پن یون

PING PIN YUN

جو حکومتی کمیشن برائے منصوبہ بندی کے سربراہ ہیں انہوں نے ایک میٹنگ میں بتایا کہ مارچ کے آخیر تک چین کی آبادی ۱٫۱ ارب ہو جائے گی۔

حکومتی پرچہ (ECONOMIC - DAILY) اکنامک ڈیلی کہتا ہے کہ سال دو ہزار تک چین کی آبادی ۱٫۳۲ ارب ہونے کا امکان ہے اس سے پہلے جو اندازہ لگایا گیا تھا کہ وہ ۱٫۲۷ ارب تھا اسوقت ہر منٹ میں یہاں ۲۵ بچے پیدا ہو رہے ہیں اور جتنے لوگ شادی شدہ ہیں ان میں سے پانچواں حصہ ایسا ہے جن کے ہاں ایک ہی بچہ ہے۔ عام طور پر بچوں کی اوسط ۲٫۴ فی گھرانہ بنتی ہے۔ حکومت یہ چاہتی ہے کہ آبادی کو محدود رکھا جائے تاکہ سب لوگ پوری پوری خوراک حاصل کر سکیں اور حادثات مثلاً زلزلے وغیرہ سے زیادہ جانی نقصان نہ ہو۔ چین کی حکومت کا یہ بھی کہنا ہے کہ غیر چینیوں نے ہماری "ایک گھرانہ ایک بچہ کی" پالیسی کو پوری طرح نہیں سمجھا۔ ہم نے یہ بات لوگوں کے لیے لازمی تو نہیں کر دی شہروں میں لوگ اس پر عمل کر سکتے دیہات میں یہ بات بہت مشکل ہے دیہات میں ۳/۴ گھرانے ایسے ہیں جہاں ایک سے زیادہ بچے موجود ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دیہات میں اس پالیسی کو سختی سے رائج کرنا کوئی عقلمندانہ اقدام نہیں ہے۔ کسانوں کو اپنے کام میں مدد کیلئے ایک لڑکے اور ایک بہو کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ ان کے بڑھاپے میں ان کا بیٹا اور اسکی بیوی ان کی مدد کر سکے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جیسے جیسے کسان لوگ امارت کی طرف بڑھتے ہیں اور دوسرے بچے کی پیدائش کا جرمانہ ادا کر سکتے ہیں۔ وہ دوسرے بچے کی پیدائش میں اپنی سی کوشش شروع کر دیتے ہیں۔ چین کے ۳۰ صوبے ہیں اور ان سب صوبوں میں خاندانی منصوبہ بندی کے احکام ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان میں سے نصف صوبے ایسے ہیں جہاں دوسرے بچے کی پیدائش کی اجازت ہے۔ اگرچہ یہ اجازت اس شرط پر دی جاتی ہے کہ پہلا بچہ یا لڑکی ہے یا معذور جہاں تک دوسرے بچے کی پیدائش پر جرمانے کا سوال ہے یہ عام طور پر باپ کی آمد کا ۷ فی صد ہوتا ہے۔ اور ۱۴ سال تک ادا کرنا پڑتا ہے۔

حکومت کہتی ہے کہ ہم بچے کو سزا نہیں دیتے کیونکہ اسکی پیدائش میں اسکا اپنا کوئی قصور نہیں۔ ہم تو والدین کو سزا دیتے ہیں۔

ایک بات جو کھل کر سامنے آرہی ہے وہ یہ ہے کہ بعض والدین اپنے بچوں کو حکومتی دفاتر میں رجسٹر ہی نہیں کراتے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت دس لاکھ بچے ایسے ہیں جن کے پاس چین میں رہنے کا پرمٹ (اجازت نامہ) نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کے والدین نے انہیں رجسٹرڈ نہیں کروایا۔

پاک اور کامل ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرو (ارشاد حضرت اقدس)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری محمد عبداللہ صاحب

والد محترم مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی مربی سلسلہ لندن کا ذکر خیر

مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی - لندن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترم والد صاحب نے صحت و سلامتی والی طویل زندگی پائی اور قریباً نوّے سال کی عمر میں اکتوبر ۱۹۸۴ء کو مختصر علالت کے بعد اپنے چک سُدھا ضلع سیالکوٹ میں بعد نماز فجر اپنی جان اپنے مولیٰ حقیقی کے سپرد کر دی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

لندن میں یہ افسوسناک خبر مجھے اُس وقت کے پرائیویٹ سیکرٹری مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب نے اس رنگ میں دی کہ جس سے مجھے شاق نہ ہوا اور میں بڑے آرام سے یہ صدمہ سہہ گیا۔ پہلے تو یقین نہ آیا کیونکہ ایک ہی دن پہلے تو یہ اطلاع ملی تھی کہ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ لیکن راوی چونکہ ثقہ تھا اور تقدیر الٰہی ظاہر ہو چکی تھی اس لئے یقین آگیا اور اس بھاری صدمہ سے آنکھیں نمناک ہو گئیں۔

غم کی یہ دردناک کیفیت فوراً ہی امن و سکون میں بدل گئی جب پیارے شفیق آقا نے کمال شفقت اور پیار سے گلے لگا کر تسلی دی اور تعزیت فرمائی اور سیکرٹری صاحب کو ہدایت فرمائی کہ اس کے لئے پاکستان فون کرنے کا بندوبست کروا دو۔ محترمہ والدہ صاحبہ اور بہن بھائیوں کے متعلق ایسے ہمدردانہ طریق سے پوچھا کہ میرا رواں رواں تشکر و اطمینان کے جذبات سے بھر گیا اور غم وغیرہ سب بھول گئے۔ مزید برآں حضور انور نے شفقت یوں فرمائی کہ جمعہ کے روز نماز جنازہ غائب بھی پڑھا دی اور تعریفی کلمات ریکارڈ فرمائے جس سے ساری دنیا کے احمدیوں کو دعائے مغفرت کی تحریک بھی ہو گئی۔ حضور انور کے اس احسان عظیم کے نتیجہ میں ایک طرف تو خدا تعالیٰ نے والد محترم کی شدید خواہش کو پورا فرما دیا اور دوسری طرف مختلف ممالک سے مربیان کرام اور دوسرے جاننے والوں کی طرف سے تعزیت نامے موصول ہوئے۔

میرا یقین و ایمان ہے کہ امام جماعت کی دعا غیر معمولی اثر رکھتی ہے اس سے یقیناً درجات بلند ہوئے اور اعلیٰ علیین کا مقام حاصل کیا ہو گا۔

محترم والد صاحب نے حضرت فضل عمر کے دست مبارک پر تقریباً ۱۹۲۶ء میں بیعت کی اور پھر ایسا رنگ چڑھا کہ لوگوں کو بھی اس شیریں چشمہ سے سیراب کرنے لگے۔ مباحثے، مناظرے، جلسے اور خطبے سننے کا جنون تھا اور قادیان گئے بغیر چین نہیں آتا تھا۔ تقریریں سننے کے شوق نے ان کو علم کلام اور دلائل میں طاق کر دیا تھا اور بڑے سے بڑے آدمی کو بھی اپنا نقطہ نظر اتنی وضاحت اور دلیری سے پیش کرتے کہ وہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اکثر فرماتے کہ یہ ملازم لوگ اور جبہ پوش بزدل ہوتے ہیں اور پھر میں ان کو سچ ہی تو کہتا ہوں اس میں گھبرانے اور شرمانے کی کونسی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب بھی اس علاقہ کے احمدیوں اور دوسرے لوگوں پر باباجی کا نیک اثر ہے۔ اب جب مجھے گاؤں جانے کا اتفاق ہوا تو ہر ایک نے ایسے اچھے نیک خیالات کا اظہار کیا کہ دل فخر محسوس کرتا رہا اور دل سے دعا نکلتی رہی۔

محترم والد صاحب نمازوں کے تو عاشق تھے ہی لیکن ہم نے کبھی ان کو تہجد میں بھی ناغہ کرتے نہیں دیکھا۔ ساری ساری رات درود، نوافل اور دعاؤں میں گزارتے اور اسی حالت میں خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہو گئے۔

چندوں میں بڑے باقاعدہ تھے اور مالی قربانیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آئمہ جماعت کی ہر تحریک کو بابرکت سمجھتے اور اس پر لبیک کہنا فرض سمجھتے تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ان کا یہ کھاتہ اب بھی زندہ ہے انشاء اللہ نے چاہا تو زندہ ہی رہے گا۔

وصیت کروائی تو اسی وقت زمین وغیرہ کا حصہ ادا کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا۔ بلکہ والدہ صاحبہ کی طرف سے بھی حساب بے باق کر دیا اور جتنا بنتا تھا اس سے بہت زیادہ دیا۔ وصیت کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ نظام وصیت کی برکتوں کا بہت ذکر کرتے اور بہشتی مقبرہ میں جا کر دعا کرنے کو ثواب سمجھتے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ان کو خاص لطف آتا تھا۔ جو چندوں میں کمزور ہوتے اُن کو ڈانٹتے۔ چونکہ ان کا اندر باہر ایک تھا اس لئے لوگ بھی مائنڈ نہ کرتے۔

بڑے ہی صاف دل، سادہ طبیعت اور کھرے انسان تھے اور با اصول زندگی گزاری۔

گاؤں میں تھے تو پیدل چل کر جاتے اور سیالکوٹ میں کبوتراں والی بیت الذکر میں نماز جمعہ ادا کرتے اور سکول میں مجھے ہدایت کر جاتے کہ میں تمہارا وہاں انتظار کروں گا۔ احباب جماعت سے مل کر بڑے خوش ہوتے۔ سیالکوٹ شہر میں انہوں نے جگری یار بنائے تھے۔ حضرت بابو قاسم الدین صاحب سابق امیر جماعت ضلع سیالکوٹ سے بڑا لگاؤ اور پیار تھا کہتے یہ حضرت بانی سلسلہ کی نشانی ہیں۔ اسی طرح حضرت مرزا مہتاب بیگ صاحب سے بڑا اُنس تھا۔ ان بزرگوں کو اپنے گاؤں میں بلاتے اور لوگوں کو بتاتے کہ دیکھو کیا یہ صورتیں جھوٹی ہیں؟

ہمیشہ سچ بولتے اور سچائی کی تلقین کرتے۔ لین دین اور کاروباری معاملات میں بھی سچائی آپ کا طرہ امتیاز تھی۔

ٹونے، تعویذ وغیرہ کی جو بیماری دیہاتوں میں عام ہے اس توہم پرستی سے آپ کو سخت کراہت تھی۔ سچی توحید پر کامل ایمان تھا۔ ایک دفعہ جبکہ کسی نے ہماری زمین کے چوراہے پر مختلف قسم کے گوشت اور جانوروں کی زبانوں کو ایک کپڑے میں باندھ کر جادو کیا ہوا تھا۔ آپ وہاں پہنچے اور ساری چیزوں کو بکھیر دیا۔ گوشت وغیرہ تو جانور اور چیلیں کھا گئیں اور خود کپڑے کو دھو کر سر پر باندھے گھر آگئے۔ ہم نے بُرا منایا لیکن آپ نے کہا کہ میں اس کو سر پر باندھ کر نماز پڑھوں گا تاکہ جادوگروں کو پتہ لگ جائے کہ ان کے توہمات شرک کا پلندہ ہیں۔ خدا کے بندوں کو یہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے والد صاحب کو بڑی اچھی صحت عطا کی ہوئی تھی۔ مجھے نہیں یاد کہ وہ میری ہوش میں ایک دو دفعہ سے زیادہ بیمار ہوئے ہوں۔ ہم موسمی بخار وغیرہ سے بیمار ہو جاتے تو ہمیں کہتے کہ تم خود بیمار ہوتے ہو۔ نمازیں پڑھا کرو تمہارے سارے کام خدا خود کر دے گا۔ خدا پر توکل اور بھروسہ بے پناہ تھا۔

بیٹے بیٹیوں کی شادیوں کے مسائل سامنے آتے تو برادری اور رشتہ داروں کے پریشر کی پرواہ نہ کی۔ فرمایا کہ میں نے حضرت بانی سلسلہ کو مانا ہے میں ان کی تعلیم اور اصولوں پر ہی کاربند رہوں گا۔ چنانچہ سب رشتے احمدیوں میں ہی کئے اور اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور عزیزوں میں نہیں گئے۔ ہاں ویسے اُن سے حسن سلوک کرنے میں پیش پیش رہتے۔ ان کی غمی خوشی میں شامل ہوتے اور کوشش کرتے کہ ان کو حسن و احسان سے زیر رکھیں۔ طبیعت کچھ ایسی پائی تھی کہ کسی سے نیکی اور بھلائی کر کے راحت محسوس کرتے اور بھول جاتے۔

ہمیشہ تسبیح و تحمید اور ذکر الٰہی سے زبان تر رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کو کہتے کہ تو بڑا بادشاہ ہے۔ خاکسار کے مربی سلسلہ بننے پر بڑے خوش تھے اور اپنے جاننے والوں کو بڑے فخر سے بتاتے۔ خاکسار نے جب مغربی افریقہ میں بطور مربی دس سال گزارے تو میری غیر حاضری میں پیچھے میرے بچوں کے پاس تحریک جدید کے کوارٹر ربوہ میں رہے اور اس کو اپنا فرض سمجھا بہو ساس والے روایتی سلوک کے قائل نہ تھے۔ بلکہ باپ بیٹی کی محبت کے قائل تھے اور ہمیشہ شفقت کرتے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان کے اس احسان سے میرے دن اچھے کٹے اور ان کی دعائیں میرا زاد راہ رہیں جب خاکسار لندن آگیا اور بچے بھی کچھ دیر بعد لندن آگئے اور ادھر تقدیر الٰہی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بھی لندن تشریف لے آئے تو آپ ربوہ سے گاؤں چلے گئے دل نہ لگتا تھا کیونکہ ماحول ہی بدل گیا۔ رونقیں ہی ختم ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ابتلاء اور کیفیت میں زیادہ دیر رکھنا پسند نہ فرمایا اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے پاس بلا کر سکون بخش دیا۔

بچپن سے ہم والد صاحب سے یہ بات سنتے رہے کہ خدا تعالیٰ نظر آتا ہے۔ گاؤں کے دوسرے لوگ تو آپ کے اس فقرہ اور خیال کو مذاق اور طنز کا نشانہ بھی بناتے کہ بابا عبداللہ کو خدا نظر آتا ہے۔ تو آپ ان کو کہتے کہ تسی تے جمے وی نہیں۔ کیونکہ تم نے تو لاہور بھی نہیں دیکھا۔ جیہڑا جمیا وی نہیں اس نے خدا کو کیا دیکھنا ہے۔ کہتے تم اندھے گونگے اور بہرے ہو حق کو مانو تو چاروں طبق روشن ہو جائیں گے۔

خدا کی شان کریمی ہے کہ اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والد صاحب کے حسنِ ظن کے مطابق انہیں کسی بڑے غم، ابتلاء، بیماری، محتاجی اور بے بسی کا شکار نہیں ہونے دیا بلکہ رحمتیں، برکتیں اور خوشیاں عطاء کیں اور سکون بھری زندگی عطا کی۔ دنیا سے کوئی تمنا اور حسرت لیکر نہیں گئے" بلکہ قناعت، صبر اور توکل کا اچھا نمونہ چھوڑ گئے۔

خاکسار کی طرف سے مطمئن تھے کہ اللہ کا شکر ہے کہ میری اولاد میں سے ایک کو وقف کا زیور نصیب ہوا اور وہ قبول ہوا۔ اور دو ائمہ جماعت کے قریب رہ کر خدمت دین کا شرف پا گیا۔ اس میں یقیناً انہی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے یہی تحدیث نعمت ہے۔

قدرت ثانیہ کے مظہر ثالث نور اللہ مرقدہٗ کا جب اسلام آباد بیت الفضل میں وصال ہوا تو ان دنوں خاکسار ہی وہاں کا انچارج تھا۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور امام جماعت کا انتخاب ہوا۔ یہ جان کر بڑے خوش ہوتے کہ قدرتِ ثانیہ کا ظہور ہوا اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو اس کا تاج پہنایا گیا ہے۔ کہتے اللہ نے چاہا تو جماعت اور تیزی سے ترقی کرے گی۔

مجھ سے پوچھتے کہ تم اندر انتخاب کمیٹی میں شامل تھے۔ کیسا محسوس کرتے تھے میں نے عرض کیا کچھ نہیں سب دعاؤں میں معروف تھے اور خدائی تقدیر اور سکینت کے منتظر تھے۔ جماعتی روایات، قواعد و ضوابط اور دعاؤں سے کارروائی ہوتی اور خدا تعالیٰ نے قدرتِ ثانیہ کے مظہر رابع کے دور کو چلانے کے لئے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو سرفراز فرما دیا۔ سب سورۃ النور کی روشنی میں ہوا ہے اس لئے سب دل مطمئن ہیں اور احمدیت اپنی ترقی کے نئے دور میں داخل ہوتی ہے۔

آخری عمر میں قوتِ سماعت سے محروم ہو گئے" تھے لیکن کانوں سے ایک ربڑ کی پائپ لگا کر مائیک کے پاس بیٹھ کر خطبے اور تقاریر سنا کرتے تھے۔ درویشان ربوہ اس سادہ لوح، زمیندار لمبے سے بوڑھے بزرگ کو خوب جانتے ہوں گے جو پگڑی پہنے، چھڑی اور پائپ پکڑے گول بازار اور بیت المبارک میں نمازیں ادا کرنے کے لئے جاتے نظر آتے تھے۔ اس لئے میری ان سے بھی درخواست ہے کہ اُن کی روح کی تسکین اور بلندی درجات کے لئے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور اس کی رضا کو حاصل کرنے والے ہوں۔

اطلاعات و اعلانات

اعلانِ نکاح

میرے بڑے بیٹے عزیزم نصیر احمد طاہر ایم۔ایس۔سی۔ بی ایڈ کے نکاح کا اعلان برادر اکبر محترم سعید احمد صاحب حال مقیم ڈرگ کالونی کراچی کی بیٹی عزیزہ منصورہ سعید ایم۔بی بی ایس حال کراچی سے بعوض مبلغ /....۵ ہزار روپیہ حق مہر پر محترم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے مورخہ ۲۴/۲/۸۹ کو بیت الانوار ڈرگ کالونی کراچی میں بعد نماز جمعہ فرمایا۔

اسی روز صبا پیلس حلقہ ڈرگ کالونی کراچی میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی ہر دو تقاریب کی دعا محترم سید احمد علی شاہ صاحب نے کرائی۔ مورخہ ۲۸ فروری کو خاکسار نے اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ محلہ فیکٹری ایریا ربوہ میں دی۔ جس میں افرادِ خاندان حضرت بانی سلسلہ و دیگر احباب نے شرکت فرمائی۔ اختتامی دعا حضرت بانی سلسلہ کے رفیق حضرت مولوی محمد حسین صاحب نے کروائی۔

احباب سے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم رشید احمد صاحب۔ رشید بوٹ ہاؤس ربوہ

تقریب شادی

مکرم صوفی عبدالمجید صاحب امیر ضلع میرپور آزاد کشمیر کے صاحبزادے مکرم عبدالرزاق صاحب رازی قائد ضلع خدام الاحمدیہ کی شادی اُن کے بڑے بھائی مکرم مولوی عبدالحکیم صاحب... آف مغلپورہ لاہور کی صاحبزادی عزیزہ امتہ الحکیم کوثر سے بحق مہر پچیس ۲۵ ہزار روپیہ ۲۶ جنوری ۸۹ء کو عمل میں آئی۔ اس رشتہ کا نکاح لاہور کے مربی سلسلہ نے ۱۳ جنوری ۸۹ء کو دار الذکر میں پڑھا تھا۔ تقریب رخصتانہ ۲۶ جنوری کو لاہور میں منعقد ہوئی اور مکرم صوفی صاحب نے میرپور میں ۲۸ جنوری ۸۹ء کو دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اس موقعہ پر مکرم صوفی صاحب موصوف کی ایک بچی کا رخصتانہ بھی عمل میں آیا اور اس طرح دعوتِ ولیمہ سے پہلے آپ کی بچی کا نکاح ایک مربی سلسلہ نے پڑھا۔ احباب جماعت سے گذارش ہے کہ دونوں رشتوں کے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کیلئے دعا کریں۔

ولادت

خاکسار کے بیٹے عزیزم مظفر احمد صدیقی اسسٹنٹ ڈائریکٹر (واپڈا) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یکم مارچ ۸۹ء کو بیٹا عطاء فرمایا ہے۔ بزرگان سلسلہ اور دوستوں سے درخواست ہے کہ اس بچے کے نیک اور خادم دین بننے کیلئے دعا کریں۔

بشیر احمد صدیقی ۲۔ ظفر کالونی۔ سمن آباد لاہور

درخواست دُعا

• مکرم مولوی قمر الدین صاحب (دار الصدر شرقی ربوہ) کی بیٹی محترمہ امتہ العزیز صاحبہ کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہو رہا ہے۔

• مکرم حکیم عبد المجید صاحب اعوان نے لکھا ہے کہ ان کی بائیں آنکھ کا موتیے کا اپریشن ۲ مارچ کو گوجرانوالہ میں ہو رہا ہے۔

• مکرم بشارت محمود برلاس صاحب سینئر وائس پریذیڈنٹ پاکستان گارنٹی انشورنس کمپنی لاہور بعارضہ قلب بیمار رہیں۔

ایک ضروری اعلان

محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ بنت مکرم مرزا محمد ادریس صاحب سابق مربی انڈونیشیا نے درخواست دی ہے کہ ترکہ سید محمد اکمل صاحب میں سے اُن کی بچی عزیزہ مہ رُخ (بنت میجر سید انصر احمد صاحب) کے حصہ کی رقم مبلغ ۲۸۱۲۵/- روپے جو نظارت امور عامہ میں بطور امانت جمع ہے بچی کے ضروری اخراجات کے لئے اُن کو ادا کی جائے۔ لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر اعتراض ہو تو ایک ماہ کے اندر دار القضاء ربوہ میں اطلاع دے۔"

ناظم دار القضاء

ایک احمدی بچی کا اعزاز

میری بہن ثریا بشیر دختر بشیر احمد صاحب لنگاہ ساکن اور حال دار العلوم جنوبی ربوہ جو کہ گورنمنٹ کالج سرگودھا میں ایم اے اکنامکس میں پڑھتی تھیں۔ انہوں نے ایم اے اکنامکس پارٹ I میں فرسٹ ڈویژن حاصل کی اور مجموعی طور پر بھی کالج میں فرسٹ رہیں۔

پوری کلاس میں سے صرف ان کی ہی فرسٹ ڈویژن تھی۔ امسال ایم اے اکنامکس پارٹ II میں سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے وہی اوّل آئی ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔

محمد اعظم لنگاہ خوشنویس الفضل

تبدیلی نام

خاکسار نے اپنا نام مرزا طاہر احمد کی بجائے احمد طاہر مرزا رکھ لیا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

پتہ:۔ احمد طاہر مرزا بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔

الفضل۔ ایک روحانی نہر

الفضل ۴ مارچ ۱۹۸۹ء میں "الفضل ایک روحانی نہر" کے نام سے جو مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ محترم اشرف ناصر صاحب مربی سلسلہ کراچی کا تحریر کردہ ہے۔ (ادارہ)

چنیوٹ پل کی بندش

ربوہ اور چنیوٹ کے درمیان دریائے چناب کا پل آجکل صبح ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک ٹریفک کے لئے بند رہتا ہے احباب مطلع رہیں

بڑوں کا ادب کرنے سے شعور میں جلاء پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ جلاء ذہن کو تیز کرتی ہے۔ اور ذہن کی تیزی معاشرہ میں کامیابی کے قریب سے قریب تر لے آتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس انصار اللہ ربوہ کے زیر اہتمام
سائیکل ریس اور پیدل سفر کے مقابلہ جات

مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک مجلس انصار اللہ ربوہ کے زیر اہتمام انصار اور خدام کے سائیکل ریس اور پیدل سفر کے مقابلہ جات ساہیوال روڈ پر واقع کہکشاں کالونی کے وسیع احاطہ میں کرائے گئے جن کا افتتاح ساڑھے آٹھ بجے صبح محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق سابق زعیم اعلیٰ انصار اللہ ربوہ نے دعا کے ساتھ کرایا۔

ان مقابلہ جات میں مجموعی طور پر تقریباً ایک سَو انصار اور خدام نے حصہ لیا جو حلقہ جات میں مقابلوں کے بعد منتخب ہو کر آئے تھے مختلف حلقوں سے آئے ہوئے ۲۵۰ شائقین بھی موجود تھے۔ یہ مقابلے دو گھنٹے جاری رہے۔ اور ہر دو مقابلوں میں انصار اور خدام میں سے اول، دوم۔ اور سوم آنے والوں میں نقدی کی صورت میں محترم مولانا محمد صدیق صاحب شاہد گورداسپوری زعیم اعلیٰ ربوہ نے انعامات تقسیم کئے اور دعا کے بعد یہ تقریب ختم ہوئی

جو دوست ان مقابلہ جات میں اول۔ دوم اور سوم آئے اور جن کو انعامات بھی دیئے گئے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

سائیکل ریس۔

انصار۔ مجید احمد صاحب دارالفضل اوّل
محمد افتخار احمد صاحب ناصر آباد دوم
سلیم احمد صاحب نصیر آباد سلمانی سوم

خدام۔ سعید احمد صاحب دارالفضل اوّل
وسیم احمد صاحب دارالعلوم غربی دوم
محمد عمران صاحب دارالصدر غربی سوم

پیدل سفر۔

انصار۔ رشید احمد صاحب اٹھوال نصیر آباد عزیز۔ اوّل
ملک اللہ بخش صاحب دارالصدر جنوبی دوم
رفیق احمد صاحب دارالفتوح۔ سوم

خدام نصیر احمد صاحب دارالفتوح۔ اوّل
نجیب احمد صاحب نصیر آباد۔ دوم
عبدالستار صاحب نصیر آباد۔ سوم

تعلیمی میدان میں اعلیٰ پوزیشنیں حاصل کرنیوالے احباب متوجہ ہوں

دنیا بھر کے وہ تمام احمدی جنہوں نے تعلیمی میدان میں کسی بھی وقت بورڈ یا یونیورسٹی سے اول، دوم یا سوئم پوزیشن حاصل کی ہو صد سالہ احمدیہ جوبلی کے موقع پر نمائش کے سلسلہ میں اپنے مختصر حالاتِ زندگی اور پوزیشن حاصل کرنے کی تفصیل اور کارڈ سائز کی تین عدد تصاویر درکار ہیں۔ مستورات اپنے کوائف اور تصاویر مندرجہ ذیل ایڈریس پر بھجوائیں اور صرف کوائف کی نقل نظارت تعلیم کو بھی ارسال کریں۔

محترمہ فوزیہ احمد صاحبہ سی ۔ ۱۸۰ ۔ ماڈل ٹاؤن لاہور پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۷۰۰

مرد اپنے کوائف اور تصاویر نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ پوسٹ کوڈ نمبر ۳۵۴۶۰ ارسال کریں۔ براہ کرم اپنے کوائف اور تصاویر جلد از جلد رجسٹرڈ بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ)

احباب جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ۳ اپریل ۱۹۸۷ء کے بعد پیدا ہونے والوں بچوں کو وقف نو میں پیش کریں

(وکیل الدیوان)

شفتل اور برسیم سے ہونے والا
جانوروں کا اپھارہ

نیز سرکی، اگل کھوڑ، منہ کھر، انکار (خونی پیشاب)
زہرباد، تھنوں کی سوزش، کمی دودھ۔ داد۔ ٹک وغیرہ کے کامیاب نسخوں پر مشتمل لٹریچر ۳ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں

کوپریٹو ڈالمی کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون
سیلز ۱۷۷، کلینک ۶۰۰، رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

خبریں

* امریکی محکمہ خارجہ کی ایک رپورٹ میں وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ پاکستان میں پوست کاشت اور منشیات کی سمگلنگ ختم ہو رہی ہے۔

* بلوچستان ہائی کورٹ کا ایک ڈویژن بنچ سوموار کو آٹھویں ترمیم کے خلاف رٹ درخواست کی سماعت کرے گا۔ فاضل عدالت نے ۲۹ جنوری کو یہ رٹ باقاعدہ سماعت کے لئے منظور کی تھی۔ یہ درخواست ایک شہری احمد علی نے دائر کی تھی۔

* بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نواب اکبر بگٹی نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر نواز شریف کو بلوچستان کا دورہ کرنے کی دعوت دی ہے۔

* سندھ کی حکومت نے بلدیاتی اداروں کو توڑ کر ان میں ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ سندھ حکومت کا یہ کہنا ہے کہ یہ ادارے غیر جماعتی انتخابات کے فلسفے کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے یہ عوام کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہیں۔

* ایران میں بھی ایڈز کا مرض پھیل گیا ہے گذشتہ سال وہاں پانچ مریضوں کو ایڈز لاحق ہوئی۔ عالمی ادارہ صحت کا کہنا ہے کہ دنیا کے ۱۴۵ ملکوں میں اس وقت ایک لاکھ ۴۱ ہزار آٹھ سو چورانوے مریض ہیں جبکہ ۴۲ ملکوں میں ایڈز کا مرض نہیں ہے۔

* وزارت مذہبی امور کے مشیر رائے حج الحاج ذکریا کا مدار کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا ہے مسٹر کا مدار اس عہدہ پر دس سال سے مقرر تھے۔

* حزب اسلامی افغانستان کے لیڈر انجینئر گلبدین حکمت یار جو عبوری حکومت میں خارجہ امور کے ذمہ دار ہیں ایک وفد کے ہمراہ ایران روانہ ہو گئے۔

* نیوزی لینڈ نے پاکستان کے خلاف ایک روزہ کرکٹ میچ سات وکٹوں سے جیت لیا۔ جاوید میانداد زخمی ہونے کے باعث میچ میں شامل نہیں ہوئے۔ پاکستان نے ۴۷ اوورز میں ۱۷۰ رنز بنائے جبکہ نیوزی لینڈ نے چالیس اوورز میں ۱۷۱ رنز بنا لیے۔

* پاکستان نے اس الزام کی تردید کی ہے کہ پاکستانی فوجی افغانستان کے اندر موجود ہیں۔ وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے اس الزام کو من گھڑت قرار دیا۔ ترجمان نے کہا کہ افغانستان کی عبوری حکومت کو تسلیم کرنے کا سوال ابھی زیر غور ہے۔

* صدر مملکت غلام اسحٰق خان آج مختصر دورے پر لاہور پہنچے۔ گورنر پنجاب ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان نے ان کا استقبال کیا۔

* قومی اسمبلی کی ڈپٹی سپیکر بیگم اشرف عباسی نے جو ایک خصوصی وفد کے ساتھ لیبیا کے دورے پر ہیں صدر قذافی سے ملاقات کی۔ اس سے قبل انہوں نے لیبیا کی جنرل پیپلز کانگرس سے بھی خطاب کیا۔

* ایران کے رہنما حسین موسوی نے چین کے اعلیٰ رہنماؤں سے تبادلہ خیالات کیا۔

* مصر کے وزیر خارجہ مسٹر عصمت عبد المجید الجزائر کے تین روزہ دورے پر الجزیرہ پہنچ گئے۔ الجزائر اور مصر کے سفارتی تعلقات تین ماہ قبل ۱۱ سال منقطع رہنے کے بعد بحال ہوئے ہیں۔

* برطانیہ کے وزیر خارجہ سر جیفری ہاؤ اس ماہ کے آخر میں اور مغربی جرمنی کے وزیر خارجہ آئندہ ماہ کے وسط میں پاکستان آئیں گے۔

* امریکہ نے اعلان کیا ہے کہ اس نے لیزر ہتھیار استعمال کر کے آواز سے زیادہ تیز رفتار میزائیل تباہ کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

ہزار ہزار شکر اس خداوند کریم کا ہے جس نے ایسا مذہب ہمیں عنایت فرمایا جو خدا ترسی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی نظیر کبھی اور کسی زمانے میں نہیں پائی گئی۔

حضرت اقدس

بھنڈیوں کے آرڈرز کی تاریخ میں توسیع

آخری تاریخ 15 مارچ مقرر کر دی گئی۔

علاوہ ازیں
ہمارے ہاں گیٹ وغیرہ کی ڈیکوریشن کا سامان بھی دستیاب ہے۔

شاہد شاپنگ سنٹر افضل مارکیٹ گولبازار ربوہ
(دکان گلی کے اندر ہے)